پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

ماں

غموں کی دھوپ میں سر پہ گھٹا محسوس ہوتی ہے
مجھے صحرا میں بھی رنگین فضا محسوس ہوتی ہے

میں اپنی ماں کے مرقد سے لپٹ کر جب بھی روتا ہوں
مرے زخمِ دل و جاں کو شفا محسوس ہوتی ہے

جو مجھ کو ڈوبنے دیتی نہیں بپھری ہوئی لہریں
میرے سر پہ میری ماں کی دعا محسوس ہوتی ہے

''مرے چندا، مرے موتی، مری جاں، آ! اِدھر آ جا''
فضا میں گونجتی اب تک صدا محسوس ہوتی ہے

خدا کے بعد اس دنیا میں سچا پیار ہے ماں کا
یہاں تو دوستی سب کی ریا محسوس ہوتی ہے

کسی گھر میں کوئی بچوں سے پھر بچھڑی ہے ماں شاید
خدا کے عرش پہ آہ و بکا محسوس ہوتی ہے

مقامِ ماں ہے وہ تائبؔ جہاں جھکتے ہیں سر سب کے
دعا ماں کی تو جنت کی ہوا محسوس ہوتی ہے

عتبان محمد چوہان

غزل

دیکھ یہیں کہیں مرا قاتل کھڑا نہ ہو
کس نے کہا ملال سے ''شاید مرا نہ ہو''

اس کے لیے ہے بام کہاں تیری بزم میں
جو شخص التجا سے ابھی آشنا نہ ہو

تم نے کہا تو ہوگا کہ چھوڑو بھی اب مجھے
شاید وُفورِ شوق میں مَیں نے سُنا نہ ہو

تو کیا! ترے تو کار گزاروں کو ہے یہ فکر
تیرے حُضور آہ بھی میری رسا نہ ہو

جس میں نہ اصل روپ نظر آئے آپ کو
وہ آئینے کا رُخ ہی کہیں دوسرا نہ ہو

کہتی ہے فوجِ کفر کہ لڑنے کے واسطے
میدانِ کربلا میں بھی کرب و بلا نہ ہو

در پر ترے کبھی نہ کوئی سنگ تک بچا
دیوار ہے وہ در جو ازل سے کُھلا نہ ہو

وہ بھی کمالِ شوق سے کہتے رہے کہ ''دل''؟
باہر نہیں گرا تھا وہ' اندر گرا نہ ہو

عتباںؔ ایک مرتبہ تو چل کے دیکھ لے
اب بھی کہیں وہ راہ تری دیکھتا نہ ہو